جدید ترکی ادب میں معاشرتی موضوعات

ترجمہ از جناب محمود الحسن صاحب ایم اے (فائنل)، مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔

(۲)

اس نصاب نے ادب کے مطالعہ پر زور دیا' عالمی کلاسیکل کتابوں کا مطالعہ عام ہونے لگا۔ ترکی عقائد اور عوامی موسیقی پر خاص زور دیا ۲۸۔ زبان کے بارے میں طلبار کو یہ سکھایا جاتا تھا کہ وہ آسان ترکی استعمال کریں اور جس طرح انھوں نے محسوس کیا ہے' جیسے بولتے ہیں' واقعیت' خلوص کے ساتھ قلم بند کریں ان کوششوں کو طاقتور بنانے کے لئے وزارت تعلیمات نے ۱۹۴۵ء میں ایک رسالہ 'دیہاتی اداروں کا مجلہ' جاری کیا۔ یہ مختصر رسالہ دیہاتی ادب کا پیش رو تھا' اساتذہ اور طلبا یکساں طور پر اپنی مختصر کہانیاں' نظمیں' اور مشاہدے شائع کرتے تھے' ان تمام کوششوں میں لفظ و عمل' حقیقت و نظریہ کے مابین براہ راست رابطہ ہوتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئے قسم کے لکھنے والوں نے آسان مگر مضبوط طریقہ سے گاؤں کے مسائل کو حل کرنے میں اپنے کو وقف کر دیا۔ (۲۹)

۱۹۴۸-۱۹۴۹ء کے اثنار میں رسالہ' بقاء' کے اندر محمد مکال کے نام سے جو دیہاتی انسٹی ٹیوٹ کا گریجویٹ تھا' ترکی کے گاؤں کی زندگی پر حقیقت نگارانہ نوٹ شائع ہوئے۔ جب ۱۹۵۰ء میں یہ نوٹ کتابی شکل میں "ہمارے گاؤں" کے نام سے شائع ہوا تو اس نے ترکی کی ادبی تاریخ میں ایک عظیم واقعہ کی تشکیل کی۔ بعد میں گاؤں سے مسلسل بڑھتی ہوئی دلچسپی نے اس کو محبوب ادبی موضوع بنا دیا۔ محمد مکال جس نے تین مزید کتابیں اور متعدد تعداد میں مقالے لکھے ہیں' اس کے بعد کئی گریجویٹس' دیہاتی ادارے' سے نکلے ان سب نے گاؤں کے مسائل اور اس کے متعدد پہلوؤں پر تفصیل سے بحث کی۔ (۳۰)

ان دیہاتی مصنفین کے علاوہ ایک اور جماعت اعلیٰ پایہ کے لکھنے والوں کی پیدا ہوئی جو درمیانی

نچلے طبقہ کی پیداوار تھے۔ یاسر کمال، ارحان کمال، طاہر کمال، شمیم ک گوز اور الحان طاروس کے مختصر ناولوں نے گاؤں اور شہر و گاؤں کے مابین رشتہ پر روشنی ڈالی، حقیقت پسندی، خارجیت پسندی، ذاتی تجربات اور فطری مشاہدے اور فنی محاسن ان کے نگارشات کی خصوصیات ہیں۔ اس جدید طبقہ نے جو اسی سماج سے ابھرا تھا، اس معاشرتی طبقہ کے خیالات اور ان کی محرکات کی نمائندگی کرکے، سماج اور اس کے افراد کے لئے نیا جوش فراہم کیا۔ اس طرح ترکی ادب کا ارتقاء حکومت کی پالیسی سے بڑے مفید انداز سے متاثر ہوتا نظر آتا ہے۔ حکومت نے پیشقدمی کی، مغرب کے تہذیبی اثر و نفوذ کا راستہ بنایا اور اس اثر و نفوذ کی مخالف قوتوں کو آگے بڑھنے سے روکا، لیکن بالآخر اس نے سماج کو آزاد چھوڑ دیا کہ وہ نئے تصورات کو اپنے طور پر قبول کرلے اور اس کی تعمیر بھی۔ جہاں بھی دباؤ کم تھا آزادی زیادہ تھی، دیرپا اور بہتر نتائج پیدا ہوئے۔ اسی آزادی کی برکت ہے کہ ادب میں نئے عالم کی تخلیق کی گئی۔ ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اب حقیقی معنوں میں ترکی ادب کا وجود ہے جو نئے ترک دل و دماغ کی تعمیر ملک کی حقیقتوں کے مطابق کرتا ہے، اور سماج کو جمہوری ارتقاء کی اگلی منزلوں کے لئے تیار کرتا ہے۔

اس اعلیٰ ادبیاتی ادب (Literary Literature) کے پہلو بہ پہلو ناقابل نظر انداز جذباتی ادب بھی پایا جاتا ہے جس کا کام خاندانی ڈرامہ، برباد محبتیں، چاندنی روشنی میں اکیلے پھرنا اور اس طرح کی کیفیات بیان کرنا ہے۔ بدقسمتی سے یہ ادب ترکی کی فلمی صنعت کے لئے خام مواد کا کام دیتا ہے، یہ فلمی صنعت پچھلے سال اپنے فلموں کی تعداد کے اعتبار سے ہالی وڈ کے مقابلہ میں دوسرے نمبر پر آئی ہے، یہ سستا ادب عوام کی اکثریت پڑھتی ہے جس کا اثر ان کے طرز عمل سے نمایاں ہے۔ اس ادب کے لکھنے والے کریم نادر، محمود کرا کرٹ، معزز تحسین برکات اور تیم ازیت بیک ہیں۔ بہرحال، ملک کی ترقی پر حقیقی اثر اس جماعت نے ڈالا ہے جس پر اس مضمون میں بحث کی گئی ہے۔

نوٹ:- ۱- یہ رائے یاسین علی کی ہے جو "General view of Turkish lite" سے ماخوذ ہے اس رائے کے نقل کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص سنہ ۱۹۴۰ء تک وزیر تعلیم رہا اس نے ترکی کی تہذیبی زندگی کو نئی سمت دینے میں اہم حصہ لیا ہے۔ بنیادی طور پر یہ فلسفہ کا پروفیسر تھا۔ جدید منطق

پر اس کی کتاب ترکی کے ہائی اسکولوں میں رائج ہے۔ تاریخ ادب پر معیاری کتاب مصطفیٰ نحاس عزام کی ترکی ادب کی آخری صدی کی تاریخ، جو استانبول سے شائع ہوئی ہے قابلِ ذکر ہے ۱۹۴۱ء

۲ - یہ رزمیہ نظم خاص طور پر ترک مسلمانوں کی ان جنگوں کے بارے میں ہے جو بلقان میں ہوئی تھیں یہ نام بابا سلقوک، جو ایک مذہبی لڑنے والا ہیرو تھا اس سے ماخوذ ہے، اس شخص نے دولتِ عثمانیہ کے قیام سے بہت پہلے، بحر اسود کے کنارے ڈبروجہ کے مقام تک مسلمانوں کی قیادت کی۔

۳ - ایک مدرسہ کا استاد لکھتا ہے "گاؤں والے رات میں کمروں میں جمع ہو کر حضرت علیؓ کے بہادرانہ کارناموں پر باتیں کرتے ہیں قلعہ خیبر کی فتح کا تذکرہ ہوتا ہے۔ رسالہ الثان ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء

۴ - دیوان یونس امری مرتبہ عبدالباکی استانبول ۱۹۴۳ء

۵ - عثمانی ادب کا مذہبی درباری سرمایہ اپنی سختی کے اعتبار سے دوسرے اسلامی ملکوں کے ادب کی نسبت زیادہ بے لوچ ہے۔ درباری ادب نے فارسی وعربی کی تمام صنفِ ادب کو کبھی نہیں اپنایا۔ قصیدہ، غزل اور مثنوی۔ جو سماجی سیاسی مقاصد کے لئے موزوں تھا یا حکمراں طبقہ کے ذوق کو پورا کرتا تھا۔ انہیں کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ عربی کی صنفِ وصف عثمانی ادب میں کم مقبول ہوا۔ درباری شاعری کے نمونے کے لئے گب کی کتاب 'عثمانی شاعری کی تاریخ' ملاحظہ کیجئے۔

۶ - یاسار نبی 'رسالہ بقا' کا ۲ سال تک ایڈیٹر رہا اور جمہوریۂ ترکی کا ممتاز نقاد ہے لکھتا ہے۔ "درباری ادب نے اپنی ماہیت سے ترکی دماغ کو اتنا متاثر کیا ہے جس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا ہائی اسکول میں جب نوجوان اپنی پہلی نظم لکھنے بیٹھتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ چند خوبصورت الفاظ کو بغیر کسی موضوع یا احساس کے مرکب کر کے نظم لکھ لے گا۔ ماخوذ" ہمارے جدید ادب کے مسائل ۱۹۳۰ء

۷ - نثر پر دوسروں کی رائیں جاننے کے لئے رسات نوری کا مضمون 'ادب بغیر نثر کے' دیکھئے بقا۔ ۱۹۴۶ء

۸ - ترکی ادب میں عوامی گویوں کے مزید مطالعہ کے لئے Fand کی کتاب Turk Sazeailere جلد ۳ کافی ہے۔

۹ - دیکھئے cendet Perin کا مضمون "تنظیمات کے ادب میں فرانسیسی اثر" استانبول ۱۹۴۶ء

۱۰ - رومانیت غالب تھی۔ لیکن بعض اس سے مستثنیٰ ہیں مثلاً بنی زادہ ناظم ۱۸۹۳ - ۱۸۶۰ء ایک افسر فرانسیسی حقیقت پسندی سے متاثر تھا' اس نے ایمائل زولا کے ڈھنگ میں لکھنے کی کوشش کی اس کی Bibeck the black حقیقت پسندانہ تخلیق ہے لیکن اس کا اثر نہیں ہوا۔

۱۱ - جمہوریہ کے قیام اور تجدیدی اصلاحات کے لئے کمال کربات کی کتاب' ترکی کی سیاسیات' دیکھئے۔

۱۲ - عوامی گھر براہ راست ری پبلکن پارٹی کے جنرل سکریٹریٹ سے ملحق ہوتے تھے سکریٹریٹ کے ہدایاتی خطوط جو ان گھروں کو بھیجے جاتے تھے ان سے پتہ چلتا ہے کہ پارٹی کی کتنی گہری دلچسپیاں ان تنظیموں سے وابستہ تھیں۔ عوامی گھر نو حصوں پر مشتمل تھے یہ حصے جو تاریخ' ادب' عوامی عقائد' ڈرامہ اور دیہاتی ترقی پر مشتمل تھے۔ سب میں ایک دوسرے سے گہرا ربط تھا۔ ہر شہر میں اس گھر کو ہدایت تھی کہ وہ اپنا ایک رسالہ نکالے مرکزی رسالہ Home land انقرہ سے نکلتا تھا۔ یہ رسالہ پالیسی کے بنیادی خطوط معین کرتا تھا۔ تقریباً ۴۵ مختلف رسالے پورے ترکی میں ان عوامی گھروں کے ذریعہ نکلتے تھے کچھ شمارے بہت ضخیم مجموعہ کی شکل میں نکلے۔ ۱۹۵۰ء تک اس قسم کے ۴۷۵ گھر گاؤں اور شہروں میں موجود تھے ۱۹۵۱ء میں ان سب کو بند کر دیا گیا کیونکہ ان پر الزام تھا کہ یہ عوامی امداد سے بنائے گئے جنہیں ری پبلکن پارٹی اپنے فائدے کے لئے استعمال کرتی تھی۔ اس کے لئے دیکھئے "ری پبلکن پارٹی کے جنرل سکریٹری کی ہدایت پارٹی کی تنظیموں کے نام" جلد ۱۵-۱ ۴۴-۱۹۲۳ء۔

۱۳ - اس بات کا ثبوت کہ جمہوریہ نے مشرق میں جاگیرداروں کے خلاف جدوجہد کی ناسف حقی کی کتاب The feudal lords and Dercim سے ملتا ہے۔ انقرہ ۱۹۳۲ء نیز دیکھئے کمال بروا کی کتاب' ہمارے ملک کی سیاسی جماعتیں' استانبول ۱۹۴۶ء جدید ادب ری پبلکن حکومت اور جاگیرداری کے درمیان کشمکش کو خوب واضح کرتی ہے اس کے لئے دیکھئے کمال طاہر کی ناولیں' غلام شہر کے لوگ" اور الحان طاروس کی "گورنمنٹ اسکوائر"

۱۴ - اس کے لئے دیکھئے ulus فروری ۱۹۳۳ء، مارچ ۱۹۳۳ء، اکتوبر ۱۹۳۳ء عصمت انونو کی تقریریں۔

۱۵ - ulus مارچ ۱۹۳۶ء

۱۶ - دیکھئے Atatürk Yolu اپریل ۱۹۵۹ء یہاں مناسب ہوگا اگر ہم اتاترک کے اس اعلان کے کچھ جملے نقل کر دیں جو رومانیہ کے اخباری نمائندوں کو ۱۰ مارچ ۱۹۳۶ء کو بیان دیتے ہوئے اس نے کہا تھا اس سے زندگی اور لوگوں کے بارے میں اس کا لطیف تصور سمجھ میں آتا ہے۔ "ہر انسان اپنی اپنی دلچسپی رکھتا ہے، کچھ لوگ باغیچہ کے مالک ہیں وہ خوبصورت پھول اگانا چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ انسان کی پرورش کرنا چاہتے ہیں کیا پھولوں کا لگانے والا پھولوں سے کچھ توقع رکھتا ہے؟ وہ لوگ جو آدمیوں کی پرورش کرتے ہیں انھیں وہی احساسات رکھنا چاہئیں جو باغبان رکھتا ہے۔ یہی لوگ جو اس انداز سے سوچتے ہیں اپنے ملک اور اس کے مستقبل کے لئے معاون ہو سکتے ہیں" مارچ ۱۹۳۶ء

۱۷ ulus اپریل ۱۹۳۶ء۔

۱۸ - قومی ادب پر لوگوں کی رائیں جاننے کے لئے نسریت صفا کسکون کی کتاب "کیا ہم قومی ادب کی تخلیق کر سکتے ہیں؟" استانبول ۱۹۳۸ء

۱۹ - دیکھئے رسالۂ بقا، مارچ ۱۹۵۶ء، موجودہ ترکی ادب، خاص طور پر نثری حصّہ خارجیت پسندی ذاتی تجربہ، جذبات کے آزادانہ اظہار پر زور دیتا ہے اس اصول کی پابندی کے نتیجہ میں عمرانی مواد بڑی تعداد میں وجود میں آیا جس نے ماہرین عمرانیات کو اس قابل بنا دیا کہ وہ ترک سماج کا تجزیہ کریں اور اس کی مکمل تبدیلی کا اندازہ لگائیں یہ سماج ادبی اطلاعات کی بنیاد پر انتہائی مختلف العناصر جماعت سے مرکب ہے جو شہروں اور دیہاتوں میں پھیلا ہے یہ تضاد ترقی کی ہر سطح پر موجود ہے اس لئے عمرانیاتی مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اس طرح کے مطالعے ملک کی حالت کو حقیقی طور پر حل کریں گے۔

۲۰ - 'آزاد آفاق' 'بادبان' 'گلدستہ' 'سات پہاڑیاں' مخصوص رسالے ہیں جو معاشرتی نقطۂ نظر کی حمایت کرتے ہیں۔

۲۱۔ Kadro کے چلانے والوں میں کسی کو بھی سزا نہیں دی گئی۔ اس مجلہ کے بند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے کچھ سماجی معاشی کشاکش کو عوام کے سامنے پیش کیا مثلاً اس نے لکھا "ترکی گاؤں کے معاشرتی ڈھانچہ میں سماجی اصلاحات کے اثر و نفوذ، اصلاحات کی ترقی اور اس کے بقا کی ضمانت ہے جو ایک تاریخی ضرورت بھی ہے" اگرچہ یہ رائے صحیح بھی تھی تاہم قبل از وقت تھی اور دوسرے طریقے سے بہت ہی زیادہ ترقی پسندانہ تھی جس سے پارٹی خوش نہ رہ سکی' دیکھئے کیڈرو فروری ۱۹۳۲ء اپریل ۱۹۳۲ء جنوری ۱۹۳۲ء

۲۲۔ صباح الدین کو ایک اسمگلر نے مار ڈالا اسی کی مدد سے وہ ۱۹۴۸ء میں بلغاریہ بھاگ گیا تھا۔ ناظم حکمت جیل سے نکال کر آزاد کیا گیا اور پھر ۱۹۵۱ء میں روس بھاگ گیا۔

۲۳۔ یاسر نبی، صبری یسات، سمیر لطفی، کینن ملیحی کوری، ضیا، عثمان صبا، وصفی ماہر کیوڈٹ گوڈرٹ سلوک۔

۲۴۔ رسالہ بقا رنے ایک سو سے زیادہ اُریجنل کتابیں شائع کیں اس سے زیادہ مغربی ادبیات سے ترجمے کرائے۔

۲۵۔ فہرست کے لئے عدنان اونجین کی classic Biblio graphy استانبول دیکھئے ۱۹۵۲ء

۲۶۔ دیکھئے رسالہ بقا ریکم مئی ۱۹۵۱ء یکم جنوری ۱۹۵۴ء

۲۷۔ ۱۹۴۵ء کے بعد نصابی کتب کے لئے دیکھئے "ترکی کی درسی کتب جلد ۲-۱" انقرہ ۱۹۵۴ء ۱۹۵۰ء کے بعد کی کتابوں کے لئے دیکھئے 'ترکی اور مغربی ادب درسی کتابوں کے ذریعہ' جلد سوم استانبول ۱۹۵۴ء

۲۸۔ اس مصنف نے انقرہ کے قریب استادوں کے مدرسہ کی ایک لائبریری میں موصول سیکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جائزہ لینے کے بعد پتہ چلا ہے کہ طلباء کی شدید دلچسپیاں کلاسیکل کتابوں سے ہیں اگر رومانوی ناولیں اور کہانیاں بھی موجود ہیں۔

۲۹۔ عوامی ادارے مفصل اور محتاط مطالعے کے محتاج ہیں کیونکہ ترکی کی تہذیبی زندگی پر

اس کا گہرا اثر پڑا ہے۔ اور آئندہ بھی اس کے اثرات پڑیں گے۔ ان اداروں کی افادیت پر تمام ذہین لوگ متفق ہیں اور آئندہ کسی وقت انھیں دوبارہ قائم کیے جانے کا امکان ہے۔ ان تمام رسالوں میں جن کا اس مضمون میں ذکر ہے دیہاتی اداروں کے بارے میں بے شمار مضامین ملیں گے۔ مزید مطالعہ کے لئے دیکھئے وٹیمن دیکر بین کا کتابچہ 'ترکی میں عوامی تعلیم پر رپورٹ' انقرہ ۱۹۵۰ء

۳۰۔ ان میں سے متعدد مشہور مصنفین کی صف میں آتے ہیں۔ انھوں نے ادبی انعامات بھی حاصل کیے۔ ان لوگوں نے اپنا ادبی تعارف دیہاتی اداروں کے ذریعہ کرایا ان دیہاتی اداروں کے گریجویٹ کی بڑی تعداد نے فن تعلیم، معاشیات اور دیہاتی مسائل پر اپنی تصنیفات شائع کیں آج کم از کم پندرہ رسالے ایسے موجود ہیں جنھیں یہی گریجویٹس ترکی کے مختلف حصوں سے نکالتے ہیں۔

ترکی ادب میں معاشرتی عقلی موضوعات جو اس مضمون کا مقصد ہے، بنیادی طور پر اناطول کے انسان میں جسے تقدیر پرستی اور غربت نے جمود سے بہت قریب پہونچا دیا ہے، زندگی گذارنے اور زندگی کے جدید انسانی تصورات کے مطابق عمل کرنے کی خواہش پیدا کرنا ہے۔ اناطول کے کسانوں کے ذہنی جمود کی حالت ایک کسان کردار کے ذریعہ بڑی خوبی سے یہ بیان کی گئی ہے۔ ناکر بیکرت کی ایک مختصر ناول "داغدار" میں ایک کسان کہتا ہے:۔

" زندگی آتی ہے اور چلی جاتی ہے، انسان جانوروں سے مختلف نہیں ہے، ہم گاؤں کے کھیا کے گھوڑے کی طرح لوٹتے پوٹتے ہیں، اسی طرح ہماری زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں، ہم یہیں پیدا ہوئے، یہیں بیمار ہوئے، پلے بڑھے، شادیاں ہوئیں خشک ہو گئے اور سڑ گل کر خاک میں مل گئے اور اب تک وہیں ہیں۔ ایک دن آئیگا جب ہم چلنے کے قابل بھی نہ ہوں گے اور سڑنا بھی مشکل ہوگا تب بھی ہم یہیں ہوں گے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی چیز ہو جو ہمیں یہاں رکھنے پر متعین ہو، اگر کوئی چیز نہ بھی ہوتی جو ہمیں یہاں رکھتی، تو بھی ہم یہاں سے نہیں جا سکتے تھے۔ اگر تم ایک پہاڑ سے گذر و تو دوسرا نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور اس کے پرے کیا ہے میں نہیں جانتا۔ میری بیویوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتی۔

ادیبار اور شعرائے اناطولی کے انسانوں کو اس بے عملی سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اُن کے اندر تجسس کی قوت بیدار کرتے ہیں تاکہ وہ ان دنیاؤں کو دریافت کریں جو ان کے اردگرد اور اُن کے اندر موجود ہے۔ اس ادب میں اس بات کا خیال موجود ہے کہ اناطولین انسان کو نئے مطالبات پیدا کرکے اس کی اعلیٰ دھڑکنوں کو بے تکلف بیان کرکے بامعنی بنایا جائے کیونکہ زندگی ترقی پسند ادب کی نظر میں مسرت کا ایسا توانا سرچشمہ ہے، جسے سخت روایتوں کے ذریعے جکڑنے کے بجائے اس سے انفرادی فطری رجحانات کے مطابق لطف اندوز ہونا چاہیئے۔ اسی بنا پر عمل اور خوش تدبیری کی تعریف کی گئی ہے، جبریت اور دھیان گیان کی زندگی پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے، عملی مسرتوں کو گناہ سمجھ کر یا اُسے انسانی فطرت کی کمزوری پر محمول کرکے تنقید نہیں کی گئی بلکہ اسے زندگی کا فطری نتیجہ سمجھا گیا۔

ادیب یہ محسوس کرتا ہے کہ اسے اپنے فن کو انسان کی خدمت میں استعمال کرنا ہے۔ ایک نوجوان شاعر سیہن عاتف کمینسو کہتا ہے "ہم حیاتِ نو کی مسرت آگیں سحر کا استقبال کر رہے ہیں۔ وہ صبح اناطولیہ کی حیاتِ نو ہے" "ہم محسوس کرتے ہیں کہ اب فن کی ہر شاخ میں اناطولین انسان اور زندگی کی موج مستقبل کی سمت مسلسل بڑھ رہی ہے۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے، اناطولین عوام ایسی نظم کے مشتاق ہیں جو زندگی کو زیادہ خوبصورت بناتی ہے۔ اس میں رنگارنگی پیدا کرتی ہے اور اسے محبت کے قابل بناتی ہے ... ہم ایک ایسے دور میں ہیں جب انسانیت اور زندگی کی شاعری پنپنے کے دور میں ہے وہ ایسے آدمیوں کی شاعری ہے جو مستقبل میں مساوی حقوق کے لئے برسرِ آزما ہیں جن کے سینے اناطولیہ کی سخت، حساس اور طاقتور ہواؤں سے لبریز ہیں" اناطولین گاؤں کا ایک شاعر کیہت کلیبی زندگی کی اس پکار کو زیادہ واضح طور پر بیان کرتا ہے۔

گاؤں میں پیدا ہوا تھا
ایسا گاؤں جہاں کے لوگ مسکرانا بھی نہیں جانتے تھے۔
اسی لئے میں بہت زیادہ بے ڈھنگا رہا۔
مجھے تھوڑا سا ہنس لینے دو۔

(باقی)